ٹیلی فون اور موبائل سے رمضان اور عیدین کے چاند کا ثبوت ہوسکتا ہے

مناظر اسلام فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مضطر دام ظلہ
بانی وسربراہ: جامعہ نوریہ شاہپور بنگال

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ
(۱) ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعہ رمضان وغیرہ کے چاند کا ثبوت ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

پہلے ذیل کے مقدمات کو ذہن نشیں کر لیجئے تا کہ جواب کی حقیقت واضح طور پر سمجھ میں آجائے۔

مقدمہ (۱): محکی عنہ کی حکایت کا نام خبر ہے، جس میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال رہتا ہے۔ حکایت محکی عنہ کے مطابق ہو تو خبر سچی کہلاتی ہے اور محکی عنہ کے مطابق نہ ہو تو جھوٹی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خبر، اور، خبر دینے والے کے درمیان سلسلہ ٹوٹ بھی جاتا ہے، تو جس خبر، اور، خبر دینے والے کے درمیان سلسلہ ٹوٹا ہوا ہو، اس خبر کو خبر منقطع، اور جس خبر، اور خبر دینے والے کے درمیان سلسلہ ٹوٹا ہوا نہ ہو، اس خبر کو خبر متصل کہتے ہیں۔
مخبرین کی تعداد کے لحاظ سے خبر متصل کی تین قسمیں ہیں (۱) خبر متواتر (۲) خبر مشہور و مستفیض (۳) خبر واحد۔

خبر متواتر:۔ خبر دینے والے افراد اتنے زیادہ ہوں کہ عادتاً ان کی بات پر پختہ یقین ہو جائے، کسی قسم کا شبہ نہ رہے، تو اسے خبر متواتر کہتے ہیں۔

خبر مشہور و مستفیض:۔خبر دینے والے افراد ہوں،اور اتنے ہوں کہ ان کی بات پر ظن غالب ملحق بہ یقین ہو جائے ،یعنی محکی عنہ کے مطابق نہ ہونے کا احتمال ناشی عن دلیل نہ رہے، ہاں! احتمال بلا دلیل رہے،تو اسے خبر مشہور و مستفیض کہتے ہیں۔

خبر واحد:۔خبر دینے والا فرد واحد ہو۔یا۔افراد بھی ہوں تو اتنے نہ ہوں کہ عادتاً ان کی بات پر ظن غالب ملحق بہ یقین ہو سکے، یعنی محکی عنہ کے نہ ہونے کا احتمال ناشی عن دلیل رہے۔دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ اس کے سچ ہونے میں شبہ ہو،تو اسے خبر واحد کہتے ہیں۔

اصول الشاشی میں ہے:

الخبر علی ثلٰثة اقسام ،ثبت منه بلاشبهةوهو المتواتر،وقسم فيه ضرب شبهةوهو المشهور، وقسم فيه احتمال وشبهةو هو الآحاد (ص۷۴)

خبر کی تین قسمیں ہیں جس خبر سے بات یقینی طور پر ثابت ہو،اس خبر کو متواتر ، جس خبر سے ثابت ہونے میں ایک گونہ شبہ رہے،اسے مشہور؛اور جس خبر سے ثابت ہونے میں احتمال وشبہ رہے،اسے خبر واحد کہتے ہیں۔

اسی میں ہے:

فالمتواتر مانقله جماعة عن جماعة لايتصور توافقهم على الكذب لكثرتهم (۷۴) جس خبر کے مخبرین اتنے زیادہ ہوں کہ سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا متصور نہ ہو۔

حسامی اور نامی میں ہے:

وفی الاصطلاح (الخبر المتواتر)هو خبر جماعة يفيدبنفسه العلم بصدقه (۱۲۸)

اصطلاح میں خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں جس کے خبر دینے والے اتنے زیادہ ہوں کہ خبر کے سچ ہونے کا یقین ہو جائے۔

اصول الشاشی میں ہے:

ثم المتواتر يوجب العلم القطعی(۷۴)خبر متواتر سے علم یقینی ہوتا ہے۔

اسی میں ہے:

المشهور يوجب علم الطمانينة(ص۴۷)خبر مشہور سے ظن غالب قوی حاصل ہوتا ہے۔

مسلّم الثبوت اوراس کی شرح فواتح الرحموت ج ۲ص۱۱۲ میں ہے:

(ويوجب)الخبر المشهور(ظنا)قويا(كانه اليقين)الذى لامساغ **للشبهة والاحتمال الناشى عن دليل فيه اصلا ويسمى هذاالظن علم الطمانينة وهو الذى قديعبر عنه باليقين.** خبر مشہور سے ظن ایسا باقوت ہوجایا کرتا ہے کہ شبہ اوراحتمال عن دلیل کی گنجائش نہیں رہتی ہے، گویا یقین ہوجاتا ہے، اس ظن کو علم طمانیت اور کبھی یقین سے بھی تعبیر کردیتے ہیں۔

فتاوی رضویہ ج ۴/۵۵۲تا ۳۵۳،مترجم ج ۱۰/ ۴۱۵تا ۴۱۷ میں ہے:

متعدد جماعتیں آئیں اورسب بیک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن برِ بنائے رویت روزہ ہوا۔یا۔عید کی...... یہ خبراگرچہ نہ خوداپنی رویت کی خبر ہے، نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی پر شہادت، مگراس مستفیض خبر سے بالیقین ۔یا۔بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا۔

اصول الشاشی میں ہے:

خبر الواحد هو مانقله واحد عن واحد، او واحد عن جماعة، اوجماعة عن واحد ولاعبرة للعدداذالم يبلغ حدالمشهور. جس خبر کو کم لوگوں کے حوالہ سے کم لوگ ۔یا۔زیادہ لوگوں کے حوالہ سے کم لوگ ۔یا۔کم لوگوں کے حوالہ سے زیادہ لوگ بیان کریں، یعنی جس خبر کے خبر دینے والے، خبر مشہور کی خبر دینے والوں سے کم ہوں، تو اسے خبر واحد کہیں گے۔

اسی میں ہے:

وهو يوجب العمل به فى الاحكام الشرعية الخ ۔اس سے احکام شرعیہ اجب ہوجاتا ہے۔



احسن الحواشی میں ہے:

ای حکم خبر الواحد یوجب العمل ولایوجب العلم لاعلم الیقین ولاعلم الطمانینة، وھذامذھب اکثراھل العلم وجملة الفقھا. (ص۷۴)

خبر واحد پر عمل کرنا ضروری تو ہے مگر یقین یا ظن غالب قوی کے طور پر نہیں۔ اکثر اہل علم اور تمام فقہا کا مذہب یہی ہے۔

مقدمہ(۲)_______ : شہادت بھی اصلاً خبر واحد ہی ہوتی ہے، جس میں محکی عنہ کے مطابق نہ ہونے کا احتمال ناشی عن دلیل رہتا ہے، بلفظ دیگر اس کے سچ ہونے میں شبہ رہتا ہے۔ اس لئے قیاس کا تقاضا تھا کہ وہ معتبر نہ ہو، مگر چونکہ شریعت نے قیاس کے برخلاف اسے حجت قرار دے دیا ہے، اس لئے عموماً خبر دینے والوں کا دو اور عادل ہونا ضروری ہوا ــــ خبر مستفیض میں خبر دینے والے زیادہ ہوتے ہیں جس کی بنا پر ان کا کسی جھوٹی بات پر متفق ہوجانے کے تعلق سے بہت ہلکا سا تصور رہتا ہے؛ اس لئے اس میں خبر دینے والوں کا عادل ہونا ضروری نہیں ہوا۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ ص ۴۰۶ میں ہے:

ایک عظیم جماعت چاہئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہوجائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فساق ہوں۔

اس کے برخلاف خبر متواتر میں خبر دینے والے اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ان سب کا کسی جھوٹی بات پر متفق ہوجانے کے تعلق سے ضعیف سے ضعیف تصور بھی نہیں رہتا ہے، اس لئے اس میں خبر دینے والوں کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں رہا۔

قمر الاقمار ص ۱۰۸ میں ہے:

قولہ رواہ قوم: سواء کانوا کفارا اومسلمین عدولا اوفساقا الا ان الرواة اذاکانوا عدولا فبالعدد القلیل منھم یحصل العلم واذاکانوا فساقا فلابد للعلم من العدد الکثیر منھم۔ خبر متواتر کے مخبرین، عادل، فاسق بلکہ غیر مسلم بھی ہوسکتے ہیں۔ ہاں! عادل ہوں تو کم تعداد سے بھی ہوجائے گا اور فاسق ہوں تو زیادہ تعداد درکار ہوگی۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ص ۱۰۶ میں ہے:

اوراگر کثرت ،حدتواتر کوپہونچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کاغلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم وکافر سب کی مقبول ہے۔

مقدمہ(۳)________: شہادت اگر چہ معتبر ہے مگر چونکہ وہ خبر واحد ہی ہوتی ہے؛اس لئے حجت ہونے میں اس کارتبہ استفاضہ سے کم ہے،اوراستفاضہ سے چونکہ ظن غالب ہی ہوتا ہے اگر چہ شہادت سے قوی درجہ کا؛ اس لئے استفاضہ کارتبہ تواتر سے کم ہوتا ہے۔ اسی لئے جہاں شہادت کار آمد نہیں ہو پاتی ہے ،استفاضہ وہاں بھی کارآمد ہوجاتا ہے۔ یوں ہی جہاں استفاضہ کار آمد نہیں ہو پا تا ہے، تواتر وہاں بھی کارآمد ہوجاتا ہے۔

حسامی اوراس کی شرح نامی ج ۲ص ۱۴۰میں ہے:

(قال عيسى بن ابان) من اصحابنا :انه دون المتواتر وفوق خبرالواحديوجب علم الطمانينةلاعلم يقين . . (وهو) اى ماقال عيسىٰ بن ابان(الصحيح عندنا). ہمارے اصحاب میں سے عیسیٰ بن ابان نے فرمایا ہے کہ خبر مستفیض ،درجہ میں تواتر سے کم اورخبر واحد سے بڑھ کرہوتی ہے ؛کیونکہ اس سے ظن غالب قوی ہی ہوتا ہے،یقین نہیں ۔ہم احناف کےنزدیک یہی صحیح ہے۔

فواتح الرحموت ج ۲ص ۱۱۲میں ہے:

الخبرالمشهوربرزخ بين المتواتر والآحاد .

خبر مشہور،خبر آحاداورخبر متواتر کے درمیان برزخ ہے۔

فتاوی عالمگیری ج ۳ کتاب الشہادات باب الجرح والتعدیل ص ۵۲۹ میں ہے:

"اذاسأل جيرانه واهل محلته وهم غيرثقات فاتفقوا على تعديله وجرحه ووقع فى قلبه انهم صدقواكان ذلك بمنزلة تواترالأخبار كذافى المحيط" کسی گواہ کے پڑوس اورمحلّہ میں لوگ غیر ثقہ ہوں اوروہ لوگ متفقہ طورپراس گواہ کی تعدیل یاجرح کریں توان لوگوں کی سچائی پردل مطمئن ہوجانے کی صورت میں مان لیاجائے گا؛ کیونکہ اتنے سارے لوگوں کااتفاق تواتر کے قائم مقام (یعنی استفاضہ) ہے۔

مقدمہ (۴)ـــــــــــ: یہ بات پہلے ہی بیان ہوچکی ہے کہ اقتضائے قیاس کے مطابق شہادت سے ظن غالب نہ ہونا چاہیے تھا، مگر شریعت نے خلافِ قیاس ،ظن غالب ملحق بہ یقین قرار دیا ہے،اس لئے وہ دلیل وحجت ہےـــــــــــ شہادت پر شہادت میں بالواسطہ صراحتاً شہادت ہوتی ہے ، اس لئے وہ بھی دلیل وحجت ہے ـــــــــــ قاضی کا فیصلہ اوراس کے خط میں بالواسطہ ضمناً شہادت ہوتی ہے،اس لئے فقہائے کرام نے خلاف قیاس ان کو بھی دلیل وحجت کے خانوں میں رکھا ہے ۔ـــــــــــ خبر مستفیض سے محکی عنہ کا ثبوت،ظن غالب قوی ملحق بہ یقین ،اورخبر متواتر سے پورے یقین کے طور پر ہوجاتا ہے،تواپنی اپنی قوتوں ہی کے اعتبار سے وہ بھی دلیل وحجت ہیں ۔

مگر واضح رہے کہ شہادت ہو ۔یا۔ استفاضہ ۔یا۔ تواتر،ان کے ذریعے جن چیزوں کا ثبوت ہورہا ہے،وہ چیزیں اگر حجت ہیں تو شہادت،استفاضہ اورتواتر کے ذریعہ حجت کا ثبوت ہوگا جیسے قاضی کا فیصلہ شرعاً حجت ہے تواگر قاضی کے فیصلہ پر شہادت ہو،تو حجت کا ثبوت بہ ظن غالب ہوگا۔قاضی کے فیصلہ پر استفاضہ ہو،تو حجت کا ثبوت بہ ظن غالب قوی ہوگا،اورتواتر ہو،تو حجت کا ثبوت یقینی ہوگا۔

فتاوی رضویہ ج ۴ص ۵۵۳ میں درمختار کے حوالہ سے ہے:

شہدوا أنـہ شہـد عندقاض مصر کذاشاہدان برویۃ الہلال وقضیٰ بہ، قضی القاضی بشہادتہما لا ن قضاء القاضی حجۃ ۔لوگوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس دوآدمیوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی ،جس کی بنیاد پراس قاضی نے چاند کا فیصلہ کردیا۔توان گواہوں کی گواہی پر چاند کے ثبوت کا فیصلہ کردیا جائے گا کیونکہ قاضی کا فیصلہ حجت ہے ۔

لیکن !اگروہ چیزیں حجت نہیں ہیں،تو شہادت ہوخواہ استفاضہ ۔ یا۔ تواتر،ان کے ذریعے اُن چیزوں کا ثبوت تو ہوگا،مگر حجت شرعیہ کا ثبوت نہیں ہوگا جیسے: کسی شہر میں عوام،مفتیٔ اسلام کے تابع نہ ہوں،ازخود روزہ وعید طے کرلیتے ہوں،تو شہادت ہو۔ یا۔ استفاضہ ۔یا۔ تواتر ،ان سے اس شہر کے لوگوں کا روزہ رکھ لینا حسب مراتب ظن غالب ۔یا۔ظن غالب قوی ۔یا۔ یقین کے ساتھ ثابت ہوگا۔مگر چونکہ اس شہر کے

لوگوں کا روزہ رکھ لینا شرعا حجت نہیں ہے، اس لئے حجت شرعی کا ثبوت نہیں ہوگا۔

فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۳ میں ہے:

ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔

مقدمہ (۵)ـــــــــــــــ: روزہ وعید کا مدار دراصل نئے چاند پر ہے۔

اکمال مدت سے نئے چاند کا وجود یقینی طور پر ہو جاتا ہے اس لئے **اکمال مدت** کے بعد کچھ کرنے، سوچنے کی ضرورت نہیں۔ **اکمال مدت** سے پہلے انتیسویں تاریخ کو نئے چاند کا وجود وعدم دونوں برابر ہوتا ہے اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم رویت سے متعلق کردیا ہے۔ارشاد ہے: **صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته** ۔چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ چھوڑو۔مگر سب کے لئے دیکھ پانا کہاں ممکن ہے؟ اس لئے ان کے چاند دیکھنے کا ثبوت بذریعہ خبر ہی ہوسکتا ہے۔ اب خبر چاہے **تواتر** کے طور پر ہو۔یا۔ **استفاضہ** کے طور پر۔یا۔ **شہادت** کے طور پر۔یا۔ **خبر محض** کے طور پر، سب سے مقصود چاند دیکھے جانے ہی کو ثابت کرنا ہوگا، اور ان میں فرق وامتیاز قوت اثبات کا ہوگا۔یعنی تواتر سے یقینی طور پر ثابت ہوگا، شہادت اور استفاضہ سے ظن غالب ملحق بہ یقین کے طور پرـــــــــــ پھر شہادت واستفاضہ میں بھی فرق قوتِ اثبات ہی کا ہوگا۔یعنی شہادت سے ظن غالب ملحق بہ یقین ہوگا، استفاضہ سے ظن غالب قوی ملحق بہ یقین، اور خبر محض سے ظن غالب ملحق بہ یقین نہیں ہوگا۔

مقدمہ (۶) خبر محض کی صورت میں چونکہ شک رہتا ہے اس لئے روزہ کا چاند دیکھے جانے کا ثبوت کے لئے بھی شریعت نے اسے مطلقا حجت نہیں مانا ہے بلکہ اس کے لئے کچھ قیود وشرائط لگائے ہیں ـــــــ ـــــــ ـــــــ شہادت میں ظن غالب ملحق بہ یقین ہوجاتا ہے، اس لئے شریعت نے اسے عید کا چاند دیکھے جانے کا ثبوت کے لئے بھی دلیل وحجت کے طور پر تسلیم کیا ہے ـــــــ ـــــــ شہادت پر شہادت میں بالواسطہ چاند دیکھے جانے ہی کی شہادت صراحتًا ہوتی ہے، اس لئے شریعت نے اسے بھی دلیل وحجت قرار دیا ہے ـــــــ قاضی کا فیصلہ اور اس کا خط، اسی طرح ندائے سلطانی میں بالواسطہ

چاند دیکھے جانے ہی کی شہادت ضمناً ہوتی ہے، اس لئے شریعت نے ان کو بھی دلیل وحجت کے خانوں میں رکھا ہے ـــــــــــــ یہی حال خبر مستفیض اور خبر متواتر کا بھی ہے کہ خبر مستفیض سے چاند دیکھے جانے کا ثبوت ظن غالب قوی ملحق بہ یقین، اور خبر متواتر سے یقین کے طور پر ہو جاتا ہے، تو شریعت نے اُن کو اُن کی قوت ہی کے اعتبار سے دلیل وحجت قرار دیا ہے۔

درج بالا مقدمات کو ذہن نشیں کر لینے کے بعد اب اپنے سوال کا اصل جواب ملاحظہ فرمائیے کہ:

(۱) : گواہی دینے والے گواہی لینے والوں کے سامنے موجود ہوں اور ٹیلی فون ۔یا۔ موبائل کے ذریعہ گواہی دیں تو حسب شرائط ان کی گواہی سے روزہ وعید کے چاند کا ثبوت ہو سکتا ہے۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ ص ۳۷۰ میں ہے:

اگر وہ (گواہی دینے والا) اس (گواہی لینے والے) کے پیش نظر ہے جسے دوبدو آمنے سامنے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی اس کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوں، ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو اور ٹیلی فون کا واسطہ صرف بوجہ آسانی آواز رسانی کے لئے ہو کہ اتنی دور سے آواز پہونچنا دشوار تھا، تو اس صورت میں اس کی بات جس حد تک شرعاً معتبر ہوتی، اب بھی ہوگی۔ مثلاً خود اپنی رویت کی شہادت ادا کرے تو مانی جائے گی اگر وہ مقبول الشہادت ہے۔

(۲): اسی طرح ٹیلی فون یا موبائل کے ذریعہ استفاضہ کا تحقق ہو جائے تو بھی روزہ وعید کے چاند کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ مثلاً:

(الف) جس شہر میں لوگ سنّی صحیح العقیدہ عالم دین کے فیصلے پر ہی روزہ وعید کرتے ہیں، اس شہر سے اتنے زیادہ معلوم لوگ معلوم نمبروں کے ٹیلی فونوں اور موبائلوں کے ذریعہ خبر دیں کہ یہاں سنّی حضرات نے بر بنائے رویت روزہ رکھا ہے۔ یا۔ عید کر رہے ہیں بلکہ احتیاطاً اپنی طرف سے بھی ان نمبروں پر فون کر کے مزید اطمینان کر لیا جائے کہ انہیں لوگوں نے ٹیلی فون اور موبائل پر خبر دی ہے۔ اسی طرح دوسرے معلوم

نمبروں پر بھی فون کر کے تصدیق حاصل کر لی جائے جس سے چاند ہو جانے کا ظن غالب قوی ملحق بہ یقین ہو جائے۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ ص ۴۱۵ تا ۴۱۷ میں ہے:

جس اسلامی شہر میں...... قاضی شرع نہیں، تو مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ وعیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں.... وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا۔یا۔عید کی گئی..... یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی پر شہادت، مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین ۔یا۔ بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا۔ اور جبکہ وہ شہر اسلامی اور احکام حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے، تو مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا، تو اس طریقہ سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے (ضمناً) ثابت ہو جائے گی۔

ردالمحتار میں ہے: **هذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها لان البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادة فلابد من ان يكون صومهم مبنيّا على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور.**

اسی میں ہے: **قال الرحمتي معنى الاستفاضة ان تاتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية، لامجرد الشيوع الخ.**

تنبیہ الغافل والوسنان میں ہے: **لما كانت الاستفاضة بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها لان المراد بلدة فيها حاكم شرعي كما هو العادة في البلاد الاسلامية فلابد ان يكون خبرهم مبنيا على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور.** ..... دربارۂ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی

کی ہے اوراس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ صوم وعید بر بنائے حکم حاکم شرع عالم متبع احکام ہوا کرتا ہو۔

(ب) اسی طرح سنّی صحیح العقیدہ متدیّن عالم دین کے ثبوت ہلال کا فیصلہ کرنے کی خبر دیں تو اس استفاضہ کا تحقق ہوجائے گا جو شرعاً حجت ہے۔

فتح القدیر ج ۲ ص ۲۴۳ پھر بحرالرائق ج ۲ ص ۲۷۰ اور تنبیہ الغافل والوسنان للعلامۃ الشامی ص ۲۵۲ میں ہے:

ولو شھدوا ان قاضی بلدۃ کذا شھد عندہ اثنان برؤیۃ الھلال فی لیلۃ کذاوقضی بشھادتھما جاز لھٰذاالقاضی ان یحکم بشھادتھما لان قضاء القاضی حجۃ وقدشھدوا بہ انتھی۔ اگرلوگوں نے یہ گواہی دی کہ قاضی کے پاس دو آدمیوں نے فلاں رات چاند دیکھنے کی گواہی دی اور قاضی نے ان دونوں کی گواہی پر چاند ہوجانے کا فیصلہ کر دیا تو اب مان لیا جائے گا کیونکہ قاضی کا فیصلہ دلیل شرعی ہے اوران لوگوں نے اسی کی گواہی دی۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ کے ص ۳۷۹ میں ہے:

جس شہر میں قاضی شرع ہواوراسی کے حکم سے وہاں روزہ وعید ہوا کرتے ہوں، وہاں سے لوگ گروہ کے گروہ آئیں اور بالاتفاق اس حاکم شرع کا حکم بیان کریں، (تو استفاضۂ شرعی متحقق ہوجائے گا)

(ج) یونہی یہ بتائیں کہ وہاں ہمارے سامنے لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے، تو بھی استفاضۂ شرعی متحقق ہوگا۔

فتاوی رضویہ ہی میں ہے:

اورایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعات کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا۔ ظاہراً اس تقدیر پر وہاں کسی حاکم شرع کا ہونا ضروری نہیں کہ رویت فی نفسھا حجت شرعیہ ہے۔ (۴۱۷)

(د) ایسے ہی اپنی رویت کی خبر دیں، تو بھی استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوجائے گا؛

کیونکہ جب دوسروں کے تعلق سے یہ کہنے پر کہ وہاں لوگ اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے، استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوجاتا ہے تو اپنے بارے میں یہ کہنے سے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے، تو بدرجۂ اولیٰ استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوجائے گا۔

شبہ(۱):۔ اعلیٰ حضرت نے ٹیلی گرام کی خبر سے استفاضۂ شرعی کا تحقق تسلیم نہیں کیا ہے، تو ٹیلی فون اور موبائل سے کیسے تحقق ہوجائے گا؟

ازالۂ شبہ: اعلیٰ حضرت نے تار سے استفاضۂ شرعی کا تحقق نہ ہونے کی وجہیں یہ بیان کی ہیں:

(الف): جو چاہے تار گھر میں جائے اور جس کے نام سے چاہے تار دے آئے، وہاں نام اور نسب کی کوئی تحقیقات نہیں ہوتی۔ بالفرض اگر اصل خبر میں کوئی خلل شرعی نہ ہو، تاہم اس کا جامۂ اعتبار تار میں آکر یکسر تار تار، کہ وہ بیان ہم تک اصالۃً نہ پہونچا، بلکہ نقل در نقل ہوکر آیا۔ (فتاوی رضویہ ۱۰/۳۴)

(ب): نہ یہاں حد تواتر تک پہونچنا معقول کہ دس نہیں ہزار جگہ سے تار آئیں، ہم کو تو ایک ہی تار گھر سے ملیں گے۔ اور کہیں دو چار بھی ہوئے تو یہ تواتر نہیں۔ (۳۶۹)

(ج): یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اولاً وہ ان وجوہ ناجوازی سے جنہیں ہم نے فتوی میں مفصلاً ذکر کیا، ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے۔ ڈاک کے منشی، تار کے بابو، چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں، اور بفرض باطل آئیں بھی تو یہ تعدد مخبر عنہ میں ہوا نہ کہ مخبرین میں کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعت متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو۔ بلکہ عامۂ بلاد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے ہیں اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے اگرچہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں (۴۲۷)

اور ظاہر ہے کہ سطور بالا میں موبائل اور جن ٹیلی فونوں کا، اور جس طرح ان سے ملی ہوئی خبروں پر اطمینان وتصدیق کا تذکرہ ہوا، ان میں وہ باتیں جو امام احمد رضا نے ٹیلی گرام کے تعلق سے بیان فرمائی ہیں، نہیں پائی جاتی ہیں۔ موبائل اور ان ٹیلی فونوں سے خبر نہ تو نقل در نقل ہوکر آتی ہے اور نہ ہی دو چار ہی واسطوں سے ہم تک پہونچتی ہے۔

شبہ(۲):اعلیٰ حضرت نے ٹیلی فونوں کی خبرکوبھی امورشرعیہ میں نامعتبر قراردیاہےتواس سے استفاضۂ شرعیہ کاتحقق کیسے ہوجائے گا؟

ازالۂ شبہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے زمانہ کوتو سو سال ہوگئے ،آج سے تیس پینتیس سال پہلے بھی ٹیلی فون سے خبر کی یہ صورت نہیں تھی جوصورت آج ہے۔ اس وقت ٹیلی فون سے بات کرنے کے لئے پہلے مقامی ایکسچینج میں کال بُک کرانی پڑتی تھی ۔پھر مقامی ایکسچینج دوسرے ایکسچینج سے رابطہ کرتے تھے،اس کے بعدوہ ایکسچینج اس ٹیلی فون سے رابطہ کرنے کے بعد بطرزمعکوس ٹیلی فون کرنے والے سے بات کراتے تھے.جس میں بسااوقات گھنٹوں انتظارکرناپڑتا تھا۔اوراب ٹیلی فون ہویاموبائل ان سے بات کرنے کے لئے ان واسطوں کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی ہے ۔آپ جن سے بات کررہے ہوتے ہیں ان کانمبرآپ کی نگاہ میں اورجوآپ سے بات کررہاہوتاہے آپ کانمبران کے سامنے ہوتاہے۔ بلکہ دونوں جانب تھری جی سم کارڈ ہوں تو آپ ان کو اوروہ آپ کودیکھ رہاہوتاہے۔

دوسری بات یہ کہ اعلیٰ حضرت نے ٹیلی فونکے ذریعہ بیان کواستفاضۂ خبرکےتعلق سے نامعتبرنہیں قراردیاہے، بلکہ شہادت لینے والے اورشہادت دینے والے دوبدونہ ہوں تو ٹیلی فون کے ذریعہ شہادت کوغیرمعتبرقراردیاہے۔

فتاوی رضویہ مترجم ج۱۰ص ۳۶۷ میں ہے:

تارکی حالت ٹیلی فون درکنار، خط سے بھی بہت گری ہے.... اورعلماتصریح فرماتے ہیں کہ خط بھی معتبرنہیں ......توشرعاتارپرعمل کیوں کرممکن؟یونہی ٹیلی فون کہ اس میں **شاہدومشہود**نہیں ہوتاصرف آوازسنائی دیتی ہے۔

اسی میں ص ۳۷۰ پرہے:

ٹیلی فون دینے والااگرسننے والے کے پیش نظرنہ ہوتوامورشرعیہ میں اس کاکچھ اعتبارنہیں اگرچہ آوازپہچانی جائے کہ آوازآوازکے مشابہ ہوتی ہے۔اگروہ **شہادت** دے معتبرنہ ہوگی۔

لیکن گواہی لینے والے اورگواہی دینے والے ایک دوسرے کودیکھ رہے

ہوں تو ٹیلی فون کے ذریعہ شہادت کو بھی معتبر قرار دیا ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ص ۳۷۰ کے حوالہ سے یہ عبارت جو اوپر کی عبارت سے بالکل متصل ہے گذر چکی ہے:

ہاں! اگر وہ اس کے پیش نظر ہے جسے دوبدو، آمنے سامنے سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی اس کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوں، ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو اور ٹیلی فون کا واسطہ صرف بوجہ آواز رسانی کے لئے ہو کہ اتنی دور سے آواز پہونچنا دشوار تھا، تو اس صورت میں اس کی بات جس حد تک شرعاً معتبر ہوتی اب بھی ہوگی۔ مثلاً خود اپنی رویت کی **شہادت** ادا کرے تو مانی جائے گی اگر وہ مقبول الشہادت ہے۔

شبہ (۳): مصنف بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتاوی امجدیہ میں فرمایا ہے کہ:

ٹیلی فون اور ریڈیو کی خبریں اس باب میں نا قابل اعتبار ہیں کہ ان سے کسی چیز کا ثبوت شرعی نہیں ہوتا۔ ایسی خبروں سے نہ روزہ رکھا جائے نہ عید کی جائے گی۔ ان خبروں کو نہ شہادت شمار کیا جا سکتا ہے نہ ان کو استفاضہ میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

ازالۂ شبہ: بلا شبہ حضرت صدر الشریعہ کے زمانہ میں ٹیلی فون سے خبریں جس طور سے موصول ہوتی تھیں ان سے استفاضہ کا تحقق نہیں ہو سکتا تھا مگر آج صورت حال یکسر بدلی ہوئی ہے جیسا کہ شبہ (۲) کے جواب میں مذکور ہو چکا ہے اس لئے اس زمانہ کے حکم کا اطلاق آج کے دور میں نہیں ہوگا۔

شبہ (۴): شامی میں علامہ رحمتی کے حوالہ سے استفاضہ کی جو تعریف کی گئی ہے، اس میں **أن تأتی من تلک البلدة** کے الفاظ ہیں اور امام احمد رضا نے 'آئیں' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جبکہ موبائل اور ٹیلی فون کی خبروں میں خبر دینے والا 'آنا' نہیں ہے، تو ٹیلی فون کی خبروں پر استفاضۂ خبر کی تعریف کیسے صادق آئے گی؟

ازالۂ شبہ: علامہ رحمتی کا استعمال کردہ لفظ **أن تأتی** اور امام احمد رضا کا استعمال کردہ لفظ 'آئیں' استفاضہ کی ماہیت میں داخل نہیں، بلکہ تحقق کی ایک صورت ہے۔ کیونکہ خبر کی تعریف ہے: مجکی عنہ کی حکایت۔ اس میں 'آنا' شامل نہیں ہے۔ اسی طرح خبر دینے والوں کے اعتبار سے اس کے اقسام خبر واحد، خبر مستفیض اور خبر متواتر کی تعریفات میں بھی

مخبرین کا 'آنا' شامل نہیں ہے (مقدمہ ۱) تو خبر واحد ہو، مستفیض ہو۔ یا۔ متواتر، کسی کی بھی ماہیت میں 'آنا' داخل نہیں ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ جب کسی گواہ کے پڑوس اور محلّہ میں غیر ثقہ لوگ ہی رہتے ہوں اور قاضی کا آدمی جا کر ان ہی لوگوں سے اس گواہ کی ثقاہت کے بارے میں دریافت کرے اور وہ لوگ بالاتفاق اس کی تعدیل یا جرح کریں تو استفاضہ کا تحقق ہو جاتا ہے۔ حالاں کہ اس صورت میں 'آنا' نہیں پایا جاتا ہے۔

فتاوی عالمگیری ج ۳ کتاب الشہادات باب الجرح والتعدیل ص ۵۲۹ میں ہے:

اذاسأل جیرانه واهل محلته وهم غیر ثقات فاتفقوا علی تعدیله او جرحه ووقع فی قلبه انهم صدقوا کان ذٰلک بمنزلة تواتر الاخبار کذافی المحیط۔ کسی گواہ کے پڑوس اور محلّہ میں لوگ غیر ثقہ ہوں اور وہ لوگ متفقہ طور پر اس گواہ کی تعدیل یا جرح کریں تو ان لوگوں کی سچائی پر دل مطمئن ہو جانے کی صورت میں مان لیا جائے گا، کیونکہ اتنے سارے لوگوں کا اتفاق تواتر کے قائم مقام (یعنی استفاضہ) ہے۔

مطلع صاف ہونے کی صورت میں فقہائے کرام جمع عظیم کا اپنی رویت کی خبر دینا جس سے استفاضہ متحقق ہو جائے ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن! جمع عظیم کا اطلاق کتنے افراد پر ہوگا؟ اس سلسلہ میں امام محمد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ قاضی کو جتنے لوگوں کے بیان پر اعتماد ہو جائے۔ صاحب بحرالرائق نے اسی کو حق کہا ہے اور امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت یہی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ: ہر طرف سے مسلسل "خبر آئے" یہ نہیں فرمایا ہے کہ "لوگ آ کر" خبر دیں۔

چنانچہ تنبیہ الوسنان ص ۲۳۴ میں ہے:

واذالم یکن فی السماء علة اشترط لهلال رمضان والفطر جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبرهم .... هذاظاهر الروایة ولم یقدر فیها الجمع العظیم بشیٔ .... وعن محمد تفویضه الیٰ رأی الامام قال فی البحر والحق ماروی عن محمد وابی یوسف ایضا ان العبرة لتواتر الخبر ومجیٔه من کل جانب انتهی

وذكر الشرنبلالي وغيره تبعا للمواهب ان الاصح رواية تفويضه الى رأى الامام ۔ مطلع صاف ہوتو رمضان کا چاند ہویا عید کا چاند، سب کے ثبوت کے لئے اتنی بڑی جماعت کا دیکھنا شرط ہے جس کی خبر سے یقین شرعی یعنی ظن غالب ہوجائے۔ جماعت میں کتنے لوگ ہوں؟ ظاہر الروایۃ میں تعداد متعین نہیں کی گئی ہے۔امام محمد سے مروی ہے کہ قاضی کوظن غالب جتنے لوگوں کی باتوں سے ہوجائے۔بحرالرائق میں ہے کہ حق وہی ہے جوامام محمداورامام ابو یوسف سے بھی مروی ہے یعنی ہر جانب سے مسلسل خبر آئے۔شرنبلالی نے مواہب کی اتباع میں قاضی کے ظن غالب ہی کوزیادہ صحیح ٹھہرایا ہے۔

بحرالرائق ج ۲ص ۲۶۹ میں ہے:

وعن محمد مااستكثره الحاكم فهو كثير وما استقله فهو قليل. امام محمد سے مروی ہے کی قاضی جس جماعت کوبڑی جماعت سمجھے وہ بڑی جماعت ہے اور جس جماعت کوچھوٹی جماعت سمجھے وہ چھوٹی جماعت۔

کسی مقام پر بہت سے لوگ موجودہوں اور دو چار کو چھوڑ کر سب چاند دیکھ لیں اور خبر دیں تو کیا ان دوچار کے حق میں مخبرین کی تعداد کے لحاظ سے تواتر۔یا۔خبر مستفیض کا تحقق نہیں ہوجاتا ہے؟ حالاں کہ یہاں مخبرین کا ''آنا'' نہیں پایا جاتا ہے کیونکہ خبر دینے والے اور جن کوخبر دی جارہی ہے سب پہلے ہی سے ایک ہی جگہ موجود ہیں۔چنانچہ صاحب فتح القدیر اوران کے حوالہ سے صاحب بحرالرائق نے پھران کے حوالہ سے علامہ شامی اورعلامہ شامی کے حوالہ سے امام احمد رضا نے فرمایا ہے: ان **العبرة بمجئى الخبر وتواتره من كل جانب**۔ تو معلوم ہوا کہ 'خبر مستفیض' کے 'تحقق' کے لئے مخبرین کا 'آنا' ضروری نہیں ہے۔۔۔۔۔ہاں! علامہ رحمتی نے ایک مقام کی بات دوسرے مقام تک بذریعہ خبر مستفیض پہونچنے کے لئے **أن تاتى** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اورامام احمد رضا نے اسی کا ترجمہ ''آئیں'' کے لفظ سے کیا ہے۔کیونکہ علامہ رحمتی کے زمانے میں مخبرین کے آئے بغیر ایک مقام کی خبر دوسرے مقام تک اسی طرح پہونچ سکتی تھی۔اس لئے اس امر واقعی کے اعتبار سے علامہ رحمتی نے **أن تاتى** اورامام احمد رضا نے ''آئیں'' کے الفاظ استعمال فرمائے۔جیسے قرآن کریم نے سود کھانے کی ممانعت فرماتے ہوئے اس زمانہ

میں عرب کے دستور کے پیش نظر **لاتأکلوا الربا اضعافا مضعافا** فرمایا۔ یہ نہیں کہ **اضعافا مضعافا** نہ ہوتو سود کھانے کی ممانعت نہیں ہے۔

''آنا'' استفاضہ کی ماہیت میں داخل ہوتا تو امام احمد رضا کو ''ٹیلی گرام'' سے استفاضہ متحقق نہ ہونے کے سلسلہ میں سطروں کی سطریں روشن کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔بس 'آنا' کے فقدان پر تنبیہ کر دینا کافی تھا۔کیونکہ استفاضہ متحقق نہ ہونے کے لئے 'آنا' کے فقدان سے بڑھ کر تو کیا؟اس کے برابر بھی کوئی بات نہیں ہوسکتی۔جیسے فرض کیجیے:

اسم کی ماہیت میں 'زمانہ سے مقترن ہونا' داخل ہوا اور کوئی شخص لفظ 'کھائے گا' اور لفظ 'کل' میں ایک گونہ مشابہت یعنی زمانہ پائے جانے کی بنا پر لفظ 'کل' میں بھی فعلیت کا تحقق ثابت کرے،تو اس کے رد کے لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ لفظ 'کل' کا مادہ ہی زمانے کو بتاتا ہے،اس میں 'زمانہ سے اقتران' نہیں ہے ۔اس کے لئے صفحات کے صفحات سیاہ کرنے کی ضرورت ہرگز نہیں۔کیونکہ فعلیت متحقق نہ ہونے کے لئے 'اقتران زمانہ' کے فقدان سے بڑھ کر تو کیا؟اس کے برابر بھی کوئی بات نہیں ہوسکتی ـــــــ لیکن!کوئی شخص 'اقتران زمانہ' کا فقدان نہ دکھا کر صفحات کے صفحات سیاہ کرے تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس کے نزدیک اسم کے لئے 'اقتران زمانہ' ضروری نہیں ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ امام احمد رضا نے تار سے موصول شدہ خبروں کے ذریعہ استفاضہ متحقق نہ ہونے کے سلسلہ میں 'آنا' کے فقدان پر تنبیہ نہ کر کے سطروں کی سطریں روشن کی ہیں تو معلوم ہوا کہ امام احمد رضا کے نزدیک بھی استفاضہ متحقق ہونے کے لئے 'آنا' ضروری نہیں ہے۔

اس سے بھی واضح بات یہ کہ امام احمد رضا نے مرزا غلام احمد قادیانی،مولانا قاسم نانوتوی،رشید احمد گنگوہی،خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی کی کفری عبارتوں کو متواتر قرار دے کر ان کی تکفیر فرمائی ہے۔تو کیا بہت سے لوگوں نے ان حضرات کو وہ عبارتیں لکھتے ہوئے دیکھنے۔یا۔ان کی زبانی لکھنے کا اقرار سننے کے بعد امام احمد رضا کے پاس آ کر یہ خبر دی تھی کہ آپ کے نزدیک وہ عبارتیں متواتر ہوگئی تھیں؟

شبہ(۵):علامہ شامی نے ردالمحتار میں استفاضہ کی تعریف علامہ رحمتی کے حوالہ

سے ان لفظوں میں نقل کی ہے **جماعات متعددون** جن کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے 'گروہ درگروہ' کے الفاظ سے کیا ہے۔جبکہ موبائل اور ٹیلی فون میں جماعت یا گروہ کا تصور ہی نہیں ہوسکتا تو اس سے استفاضۂ شرعی کا تحقق کیسے ہوجائے گا؟

ازالۂ شبہ: خود علامہ شامی نے **منحة الخالق** میں استفاضہ کی جو مراد بتائی ہے اس میں "**جماعات متعددون**" کے بجائے **الواردین** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔چنانچہ ج **٢** ص **٢٧٠** مطبوعہ رشیدیہ پاکستان میں ہے:

اعلم ان المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت الى بلدة التي لم يثبت بها، لا مجرد الاستفاضة لانها قد تكون مبنية على اخبار رجل واحد مثلاً فيشيع الخبر عنه ولا شك ان هذا لا يكفى بدليل قولهم اذا استفاض الخبر وتحقق فان التحقق لا يكون الا بما ذكرنا. استفاضہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ خبر صرف مشہور ہوجائے، کیونکہ کبھی ایک آدمی کی بات بھی مشہور ہوجاتی ہے **بلکہ** جس شہر میں چاند کا **ثبوت** ہوگیا ہے، اس شہر سے آنے والوں کے ذریعہ لگا تار خبر موصول ہو تبھی استفاضہ محقق ہوگا۔

تو معلوم ہوا کہ 'جماعت' ہو۔یا۔ 'گروہ' اس سے مقصود یہ ہے کہ مخبرین اتنی تعداد میں ہوں کہ ان کی خبروں سے ظن غالب قوی ہوجائے۔اور یہ مقصود مخبرین کی اتنی تعداد جن پر 'جماعات متعددہ' اور 'گروہ درگروہ' صادق آئے ، کے بغیر ممکن نہیں۔یہ مقصود نہیں ہے کہ مخبرین آئیں۔یا۔ سارے مخبرین ایک ساتھ ہی خبر دیں۔لہٰذا ٹیلی فون اور موبائل پر اتنے لوگ خبر دیں جن پر جماعات متعددہ اور گروہ درگروہ صادق آئے اور قاضی کو ظن غالب قوی ملحق بالیقین ہوجائے تو اس استفاضہ کا تحقق ہوجائے گا جو شرعاً حجت ہے۔

شبہ (٦): خبر مستفیض خبر متصل کی قسم ہے اور اتصال کے لئے لقاو وصل بالفعل خواہ بالامکان ضروری ہے جبکہ ٹیلی فون اور موبائل کی خبروں میں خبر دینے والے اور خبر پانے [illegible] لقاو وصل نہیں ہوتا ہے تو ٹیلی فون اور موبائل سے ملنے والی خبر متصل ہی نہیں ہوگی [illegible]صل ہی نہیں ہوگی تو مستفیض کیسے ہوسکے گی؟

ازالۂ شبہ: لقاو وصل نہ بیع وشرا کی طرح کوئی عقد ہے کہ مجلس بدلنے سے اس کا حکم بدل جائے، نہ شہادت کی طرح کوئی چیز کہ دوبدو یعنی اِس کی آنکھوں کا اُس کی آنکھوں کے سامنے اور اُس کی آنکھوں کا اِس کی آنکھوں کے سامنے ہونا لازمی ہو۔ بلکہ یہ دیکھنے اور سننے کی طرح ہے ۔ جس طرح چشمہ اورایرفون کے بغیر محض آنکھ اورکان سے دیکھا اور سنا جاتا ہے اسی طرح چشمہ اورایرفون کے ذریعہ بھی دیکھا اور سنا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ چشمہ اورایرفون کے ذریعے دیکھ،سن کر بھی گواہی مقبول ہوجاتی ہے ـــــــــــ

یوں ہی لقاو وصل ہے کہ جس طرح ٹیلی فون اور موبائل کے بغیر لقاو وصل ہوتا ہے اسی طرح ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعے بھی لقاو وصل ہی ہوتا ہے۔اسی لئے ٹیلی فونی بات چیت کے لئے بھی عربی زبان میں لقاو وصل ہی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔

چنانچہ القاموس الجدید عربی سے اردو میں ہے:

تلقی مکالمة تیلیفونیة ۔ٹیلی فون کال وصول کرنا۔

اورالقاموس الجدید اردو سے عربی میں ہے:

ٹیلی فون پر **بات چیت** کرنا ۔**اجراء اتصال هاتفی معالاتصال باحدتیلیفونیا.**

ٹیلی فون پر رابطہ قائم کرنا ۔**اتصل به تیلیفونیا.**

ٹیلی فون پر ملاقات کرنا ۔**وصل باحد تیلیفونیا.**

ٹیلی فون ۔**اتصل بالمسرة مع فلان ـــــ الاتصال باحد تیلیفونیا.**

اس لئے ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعے موصولہ خبر بھی خبر منقطع نہیں، خبر متصل ہی ہے؛ اور جب خبر متصل ہے تو مستفیض بھی ہوسکتی ہے۔

فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ

☆☆☆